رسائل و مسائل

خواب کی حیثیت

(خوابوں کی بنیاد پر احکام شرعی کا استنباط' یہاں تک کہ نصوص کا رد بھی' عام مرض ہے۔ خصوصاً خوابوں میں بزرگوں' یہاں تک کہ حضور نبی کریمؐ کے ارشادات کو بنیاد بنا کر بھی۔ اس بارے میں ہم مولانا تھانوی کی ایک تحریر درج کر رہے ہیں جو امید ہے' مفید ہو گی۔ (مدیر))

میرے والد ایک جگہ بیعت ہیں' صوم و صلوٰۃ اور تہجد کے پابند ہیں' قبر پرست بھی ہیں۔ اکثر مجھے نماز خصوصاً تہجد کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔ مجھے پیغام بھیجتے رہتے ہیں کہ تمہاری دربار میں غیر حاضری ہے۔ ہمیں ہمارا مالک یہی بتاتا ہے کہ تو اپنے مرشد کے ارشاد پر عمل نہیں کرتا۔ مالک سے ان کی مراد اپنے پیشوا علیہ الرحمۃ ہیں۔ ایک دفعہ فرماتے تھے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں میری بابت عرض کیا تو جواب ملا' کیا کریں وہ غیر حاضر رہتا ہے۔ حقیقت میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ تمہارے دل میں یہ وسوسہ ہے کہ خدا علیحدہ چیز ہے اور پیر علیحدہ ہے۔ جب تک تم اس وسوسہ کو نہ نکالو گے اور پیر کو عین ذات حق تصور نہ کرو گے' کچھ نہ بنے گا۔ مجھے انکار' اور ان کو اصرار کہ نہیں طریقت کا مسئلہ یہی ہے۔ تم تو شریعت کے مطابق شرک سمجھتے ہو' حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں تو انسان کو شریعت کا ہی پابند ہونا چاہیے' پیر کو پیر اور خدا کو خدا ہی کہنا چاہیے۔ مگر طریقت میں دونوں ایک ہیں۔ بیٹا' ہماری بات کو مان لو۔ ہم کامل بزرگوں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ غرض تم مقصد نہیں پا سکو گے جب تک ہماری بات کو سچ نہ سمجھو گے۔ میرے انکار پر ان کے آنسو نکل آتے۔ مگر مجھے یہ صریح شرک نظر آ رہا تھا' میں کیسے مانتا۔ آخر میں نے دل میں ٹھان لی کہ آپ سے استفسار کروں۔ ایک اور چیز عرض کر دوں۔ والد صاحب نے فرمایا تھا کہ آٹھ دن ہمارا کہا سچ مان کر دیکھ لو' تو شب و روز تذبذب میں گزرنے لگے۔ ایک روز سونے سے قبل خدائے عزوجل سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر۔ دعا مانگ کر سو رہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک معمولی سا مکان ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سادہ معمولی سے چھپر کھٹ پر بیٹھے ہیں اور ایک سفید چادر اوپر اوڑھ رکھی ہے۔ (مجھے خبر نہ تھی مگر دریافت پر معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ کچھ علیل ہیں۔ یکایک حدیث قرطاس کا مسئلہ پیش ہو گیا۔ حضورؐ میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ حضرت علیؓ کو

بلا لاؤ تاکہ میں کچھ لکھ دوں کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو (الفاظ یہ تھے، جھگڑا نہ ڈالے)۔ میں جا کر حضرت علیؓ کو بلا لایا، اور کہا کہ حضورؐ تحریر کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ بعد میں تقاضا نہ کریں۔ لیکن وہ خاموش ہو گئے اور کہنے لگے، رہنے دو حق تو میرا ہی ہے۔ یہی لکھیں گے۔ اتنے میں ہم ایک دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ ایک بالکل سادی چارپائی کی پائنتی بیٹھے ہوئے، دبلے پتلے اور لوگوں سے سفید تھے۔ وہاں بھی یہی گفتگو ہوئی۔ حضرت علیؓ رونے لگے مگر ہم انھیں خاموش کر کے حضورؐ کے سامنے لے گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو آنحضرتؐ وصال پا چکے تھے۔ باوجود جانتے ہوئے کہ وصال پا چکے ہیں، میں نے انھیں بیدار کیا، چادر اسی طرح اوپر پڑی تھی، آنحضورؐ اٹھ بیٹھے اور معاملہ پیش ہوا، اور حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں تحریر کر دی۔ اس کے بعد تمام حاضرین رخصت ہو گئے اور صرف میں اکیلا رہ گیا۔ آنحضورؐ چہل قدمی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی ساتھ ہو لیا۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہؐ میرے اور والد بزرگوار کے سلسلے کے درمیان ایک مسئلہ کے متعلق تنازع ہے، اس کا حل کیا ہے؟ فرمایا، کیا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ پیر اور خدا ایک چیز ہے۔ فرمایا، درست کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی، کس طرح؟ آپؐ تشریح کرنے لگے اور میں سننے لگا۔ ابھی ایک دو ہی فقرے کہے تھے کہ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں آہستہ آہستہ کسی دوسری دنیا کو لے جایا جا رہا ہوں۔ افسوس میں ان کی تشریح کو نہ سن سکا۔ میرے کانوں میں آواز دھیمی دھیمی ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ جب بالکل چپ ہو گئے تو میں بیدار تھا اور خواب کا نظارہ میری آنکھوں میں تھا۔ سچ عرض کرتا ہوں اس دن سے اور تذبذب میں پڑ گیا ہوں۔ مجھ سا گنہگار فاسق بدکار اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار۔ میں کہتا ہوں کہ مجھ سے قریب نہ ہو۔ مگر جب بزرگوں سے یہ سنتا ہوں کہ بزرگوں خصوصاً انبیا کی شکل میں کوئی بد روح خواب میں متشکل ہو کر نہیں آتی، نہ آ سکتی ہے تو پھر ان کے اس ارشاد پر کہ تمہارے والد صاحب درستی پر ہیں اور حیران ہوتا ہوں۔ مہربانی فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔

اس واقعہ میں کئی شک کے پہلو ہیں:

اول یہ شک کہ جن کو دیکھا، واقعی حضورؐ ہی تھے کیونکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ واقعیت کی شرط یہ بھی ہے کہ حلیہ کے موافق زیارت ہو۔ مگر یہاں زیارت آپؐ کی شان رفیع کے مناسب ہیئت میں بھی نہیں ہوئی۔ چنانچہ خط میں چھپر کھٹ بھی معمولی اور کچھ علالت بھی لکھی ہے۔

دوسرا یہ شک کہ وہ حضورؐ ہی کی آواز مبارک تھی جو سنی۔ کیونکہ سورۃ النجم میں تلک الغرانیق العلیٰ کے قصہ میں بعض علما سامعین کے اشتباہ کے قائل ہیں۔

تیسرا یہ شک کہ سننے والے نے صحیح نہ ... کیونکہ جب بیداری میں سماع میں غلطی ہو جاتی ہے تو خواب تو بے ہوشی کی حالت ہے۔

چوتھا یہ شک کہ سامع نے صحیح بھی سمجھا ہے۔ جیسا مصر میں اشوب العمر میں تمام علما نے رائے کی غلطی قرار دی تھی۔

پانچواں یہ شک کہ صحیح یاد بھی رہا۔ خصوصاً جب دیکھنے والے ہم جیسے ظلماتی قلوب والے ہوں۔ جیسے دیکھنے والے نے اس جملہ میں کہ (یہ حقیقت ہے) اس کو تسلیم کر لیا ہے تو یہ شکوک اور زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ شک کے درجہ سے گزر کر غلطی کی جانب راجح بلکہ یقینی ہو جائے۔ چنانچہ خود اس خواب کے بعض اجزا یقیناً اضغاث احلام ہیں۔ جیسا حضرت علیؓ کا خلافت بلافصل کو اپنا حق جتلانا جو کبھی زمانہ تحقیق احکام میں بھی نہیں فرمایا۔ یہ یقیناً دلیل ہے دیکھنے والے کے خیالات میں خلط کی۔ اس سے بقیہ اجزائے خواب سے بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

چھٹے، ان سب سے قطع نظر کر کے، جب یہ خواب نصوص قطعیہ کے معارض ہے، تو معارض حدیث کی طرح یا اس کو ترک کر دیا جائے گا، یا اس کی تاویل کی جائے گی۔ تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ معنی مجازی کے اعتبار سے، درست ہے۔ وہ معنی مجازی یہ ہیں کہ پیر کامل کا حکم، بوجہ موافقت حکم شرع کے گویا خدا ہی کا حکم ہے۔ ایسے موقع پر محاورات میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ جیسے سورہ قیامہ میں قرات جبرائیلیہ کو اپنی طرف منسوب کر کے قرانہ فرما دیا لیکن اس وقت جو لوگ ایسی شطحیات میں مبتلا ہیں یہ تاویل ان کے خواب میں بھی نہیں آئی۔ اس لیے وہ یقیناً زندقہ ہے۔ یقیناً و قطعاً باطل ہے، جس کا اعتقاد کفر ہے۔ پھر اگر دوسرا اس کے خلاف خواب دیکھ لے تو کیا دونوں خوابوں کو صحیح کہا جائے گا یا قانون نقلی و عقلی کی بنا پر اذا تعارضا تساقطا کا حکم کر کے دوسری غیر متعارض دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور وہ دلیل قطعی محکم نصوص ہیں۔ معتبر کتابوں میں ہزاروں واقعات ایسے، بلکہ اس سے بھی زیادہ شبہ میں ڈالنے والے منقول ہیں۔ آج تک کسی عالم نے، کسی عارف نے خوابوں کو نصوص پر ترجیح نہیں دی، بلکہ خوابوں کو غلط سمجھ کر نصوص پر عمل کیا۔ اور اس اعتقاد کا تو احتمال بھی کفر ہے کہ کوئی چیز شریعت میں منفی ہو اور طریقت میں مثبت ہو۔ خود ائمہ طریقت نے بلا اختلاف اس اعتقاد کا ابطال کیا ہے۔ نیز خواب پر عمل کرنے والے سے اگر باز پرس ہوئی کہ تو نے خواب کے سبب نصوص کو کیسے ترک کیا تو اس کے پاس کوئی معقول عقلی یا نقلی عذر نہیں جو مقبول ہو۔ اور اگر نصوص پر عمل کرنے والے سے باز پرس ہوئی (اور یہ محض فرض محال ہے) تو اس کے پاس نہایت صحیح و قوی عذر ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ غرض ہر حال میں خواب کا ظاہری مطلب واجب الرد ہے۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)